چھٹا ہفتہ (نصاب)

یثاق مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع، اخلاقی تعلیمات

اخلاقی تعلیمات

ایسے اخلاق ومکارم اور اوصاف جو آپس میں محبت، پیار اور حسن سلوک کو رواج دیں، اخلاقی تعلیمات کہلاتے ہیں، مشہور اخلاقی تعلیمات میں سے چند ایک کی تفصیل درج ذیل ہے:

دیانت داری

اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے ایک چیز دیانتداری ہے، دیانتداری کا مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی حق کی ادائیگی کو صحیح انداز میں اداء کرنا یعنی اشیاء کی واپسی کو بعینہ اسی طرح کیا جائے جیسے لی یا سونپی گئی ہوں۔

عقائد، معاہدات اور معاملات میں بھی تبدیلی نہ کی جائے کیونکہ ان میں تبدیلی بھی خیانت کے زمرے میں آتی ہے، اسی طرح مجالس میں مشاورت کو بھی امانت سے تعبیر کیا گیا ہے اور ذرائع آمدن میں غلط طریقہ اپنانا اور اعضائے انسانی کا غلط استعمال کرنا دیانتداری کے منافی ہے۔

☆۔ دیانت داری کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن کریم میں دیانت داری کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے مثلا: اللہ تعالی نے فرمایا:

" إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا "(النساء(4):58)

(اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو)

ایک دوسرے مقام پر امانت داروں کی قرآن نے تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

" وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُون "(المومنون(23):8)

(جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔

☆۔ دیانتداری کی اہمیت احادیث نبویﷺ کی روشنی میں:

احادیث میں نبی رحمتﷺ نے منافق کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" ايَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَاوَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَااؤتُمِنَ خَانَ "

(منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وہ وعدہ کرے تو اس کی

خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے)(سنن ترمذی)

ایک مقام پر پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ"(مسند احمد)

(اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں)۔

☆۔ دیانتداری کی اہمیت اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں:

سیرت نبویﷺ کا جب مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ منصب نبوت ملنے سے پہلے آپﷺ عرب میں ''الامین'' کے لقب سے مشہور ومعروف تھے۔اور ہجرت مدینہ کے وقت جان کے دشمنوں کی امانتوں کی فکر آپﷺ کو دامن گیر تھی جس کے لئے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر چھوڑ آئے اور حکم دیا کہ مکہ والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر کے پھر مدینہ ہجرت کرنا۔

حضرت خدیجہؓ نے آپﷺ کی دیانتداری سے متاثر ہو کر تجارتی مال دے کر بیرون ملک بھیجا اور آپﷺ کی دیانتداری کی بدولت نکاح کی پیش کش کی۔

☆۔ فوائد وثمرات:

دیانتداری کی بدولت کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً:

1۔ باہمی اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے۔ 2۔ آپس کے فساد کا خاتمہ ہوتا ہے۔

3۔ معاشرتی امن وسکون قائم ہوتا ہے۔ 4۔ ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے۔

5۔ رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

ایفائے عہد

اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے ایفائے عہد بھی ہے،ایفائے عہد کے معنی وعدہ پورا کرنا ہے، یعنی کسی سے کوئی قول وقرار کیا جائے تو اس کا پابند رہنا۔باہمی انسانی تعلقات میں سے اکثر معاملات کی بنیاد وعدوں پر ہوتی ہے۔وہ پورے ہوتے رہیں تو اعتماد کی بحالی کے ساتھ معاملات ٹھیک رہتے ہیں وگرنہ معاملات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔اور ایک دوسرے سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

☆۔ ایفائے عہد کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن کریم میں ایفائے عہد پر زور دیا گیا ہے مثلا: فرمان الٰہی ہے:

" وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولا"(بنی اسرائیل(17):34)

(اور پورا کرو عہد کو کیونکہ عہد کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی)

مسلمان کی پہچان اور خوبی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا" (البقرۃ (2):177)

(وہ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں، جب وہ عہد کریں)

☆۔ ایفائے عہد کی اہمیت احادیث نبویہ کی روشنی میں:

احادیث میں بھی ایفائے عہد پر زور دیا گیا ہے اور وعدہ خلافی کرنے والے کے متعلق وعید بھی بیان کی گئی ہے۔

1۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز عہد شکنوں کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ عہد شکن فلاں بن فلاں ہیں۔

2۔ منافق کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ: "اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ" (وہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے)۔ (صحیح بخاری)

☆۔ ایفائے عہد اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں:

آپ ﷺ نے ایفائے عہد کی خود مثالیں قائم فرمائیں ان میں سے ایک درج ذیل ہیں۔

☆ صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق جو شخص مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے اسے واپس مکہ بھیج دیا جائے گا۔ ابھی معاہدہ صلح زیر تحریر تھا کہ حضرت ابو جندلؓ (سہیل بن عمرو کے صاحبزادے) زخمی حالت میں بیڑیاں پہنے ہوئے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو جندلؓ: صبر کرو ہم بدعہدی نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی راستہ نکالے گا۔

☆۔ ایفائے عہد کے فوائد وثمرات:

ایفائے عہد سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1۔ انسانی عزت وشہرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ 2۔ کاروبار میں لوگ اعتماد کرتے ہیں۔

3۔ قیامت والے دن صدیقین کا ساتھ ملے گا۔ 4۔ اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

5۔ معاملات کی درستگی ہوتی ہے۔

سچائی

اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے سچائی بھی بہت اہم ہے، صدق کے معنی راست گوئی اور سچ بولنا ہے یعنی حقائق کو بیان کرنے کا نام سچائی ہے۔

صدق یعنی سچائی (صادق) یہ آپ ﷺ کا وصف نبوت سے پہلے ہی مشہور تھا کہ لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ صدق سے مراد صرف زبان سے سچ بولنا ہی نہیں بلکہ زبان سے غلط بات، خلاف واقعہ کوئی بات، مذاق، ہنسی، فضول بات تک نہ کرنا کے ہیں اور بات کے اندر کسی قسم کا ٹیڑھا پن اور ہیر پھیر نہ ہو۔

☆۔ سچائی کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن کریم میں سچائی کی اہمیت اور سچ بولنے پر زور دیا گیا ہے مثلاً: فرمان الٰہی ہے:

"یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوۡلُوا قَوۡلاً سَدِیۡداً" (الاحزاب (33):70)

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صاف سیدھی بات کہو)۔

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں صدق کو اپنی طرف منسوب کیا ہے:

"وَمَنۡ أَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیۡثاً" (النساء (4):87)

(اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے؟)

☆۔ سچائی کی اہمیت حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں:

ایک حدیث میں ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مومن کنجوس ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں، پھر پوچھا کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں، پھر کہا کیا مسلمان جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ فرمایا کہ بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ الصِّدۡقَ یَہۡدِیۡ اِلَی الۡبِرِّ وَاِنَّ الۡبِرَّ یَہۡدِیۡ اِلَی الۡجَنَّۃِ" (متفق علیہ)

(بے شک سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے)

☆۔ سچائی کی اہمیت سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں:

حضور ﷺ صادق وامین تھے۔ اپنے اور پرائے بھی اس کو تسلیم کرتے تھے۔ ابوسفیانؓ نے قیصر روم کے دربار میں حضور ﷺ کی حقیقت بیان کی کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ پر بہت سے کافروں کی نظر پڑی اور وہ دیکھتے ساتھ ہی کہنے لگے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

☆۔ سچائی کے فوائد وثمرات:

سچائی سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1۔ انسانی عزت وشہرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ 2۔ کاروبار میں لوگ اعتماد کرتے ہیں۔

3۔ قیامت والے دن صدیقین کا ساتھ ملے گا۔ 4۔رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

5۔ اطمینان قلب ہوتا ہے۔

عدل وانصاف

عدل وانصاف سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق صحیح اور پورا ملے، اور کسی سے ظلم وزیادتی نہ ہو۔

قانون کی نظر میں چھوٹے بڑے، غریب امیر اور حاکم ومحکوم سب برابر ہوں۔جس جرم کی جو سزا مقرر ہو اس کا نفاذ جس طرح ایک عام آدمی پر ہو اسی طرح سرمایہ داروں، افسروں اور وقت کے حکمرانوں پر بھی ہو۔کسی رنگ ونسل، قوم ووطن اور مذہب کا فرق کسی کے حق کی صحیح صحیح ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے۔

☆۔ قرآن مجید میں عدل وانصاف کرنے والے کی اہمیت:

قرآن میں عدل وانصاف کی بہت تاکید آئی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

"وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ" (النساء(4):58)

(اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو)۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ" (النحل(16):90)

(بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)۔

ایک اسلامی ریاست میں کسی بھی شہری کا حق سلب کرنے یا عدل وانصاف کے حوالے اس سے کوئی امتیازی سلوک کرنے کی اجازت نہیں۔اسلام صرف مسلمانوں ہی نہیں غیر مسلموں سے بھی عدل وانصاف کی ہدایت کرتا ہے۔

☆۔ احادیث میں عدل وانصاف کرنے والے کی اہمیت:

عدل وانصاف کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ان سات آدمیوں میں ایک امام عادل ہوگا"

ایک اور مقام پر ارشاد نبی ﷺ ہے:

"اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ" (متفق علیه)

(قیامت کے دن بلحاظ قدر و منزلت تمام لوگوں سے بلند ترین انصاف کرنے والا حکمران ہوگا)

☆۔ عدل وانصاف کی اہمیت سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں:

سرور کائنات ﷺ نے عدل وانصاف کو معاشرے میں عام کرنے کے لئے ترغیب وترہیب کے بعد خود فیصلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ عدل وانصاف کی راہ میں رکاوٹ بننے والے قریبی عزیز واقارب اور دوست واحباب کی موجودگی یا سفارش کی کوئی اہمیت نہیں ہے مثلاً:

''امام الانبیا ﷺ کی عدالت میں بنو مخزوم قبیلہ کی فاطمہ نامی عورت کا چوری کا مقدمہ آیا تو اس قبیلہ والوں نے حضرت انسؓ کو قریبی سمجھ کر سفارش کرنے کا کہا تو آپ ﷺ نے سفارش کے جواب میں کہا کہ اگر اس فاطمہ کی جگہ میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو تب بھی فیصلہ انصاف کے ساتھ ہی ہونا تھا''

اسی طرح ایک صحابی اپنے بیٹے کو نبی علیہ السلام کے پاس لے کر آیا اور کہا کہ تم گواہ بن جاؤ میں اس کو غلام دے رہا ہوں تو نبی ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے باقی بیٹوں کو بھی اسی طرح غلام دیئے ہیں تو صحابی نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ظلم پر گواہ بنا رہے ہو۔

☆۔ عدل وانصاف کے فوائد وثمرات:

عدل وانصاف سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1۔ ظلم وستم کا خاتمہ ہوتا ہے۔ 2۔ طبقاتی نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

3۔ نسلی فسادات کا خاتمہ ہوتا ہے۔ 4۔ اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

5۔ معاشرتی استحکام میں اضافہ ہوتا ہے۔

کسب حلال

اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے کسب حلال بھی ہے، کسب حلال سے مراد جائز طریقے سے روزی کمانا ہے اور ناجائز ذرائع سے اجتناب کرنا ہے۔

☆۔ کسب حلال کی اہمیت بذریعہ قرآن:

کسب حلال کا حکم تمام لوگوں کو یوں دیا گیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا'' (البقرۃ 2:168)

(اے لوگو! زمین کی صرف حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ)

نیز حرام اور ناجائز طریقے سے اللہ نے کھانے سے منع کیا ہے:

''وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ'' (البقرۃ (2):188)

(اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ)۔

☆۔ کسب حلال کی اہمیت بذریعہ احادیث رسول ﷺ :

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ:

''سب سے بہتر کھانا وہ ہے جو اس کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔۔۔'' (مسند احمد)

ایک روایت میں ہے: ''اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ'' (محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے)

☆۔ کسب حرام کی مذمت بذریعہ احادیث:

حدیث مبارکہ میں حرام کمائی کی کئی ایک مقامات پر مذمت بیان کی گئی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

''جو شخص حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''جو جسم حرام طریقے سے پلا ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اس کے لئے تو آگ ہی بہتر ہے''

☆۔ کسب حلال کے فوائد:

کسب حلال کے کئی اہم فوائد حسب ذیل ہیں:

1۔اللہ کی قربت و محبت حاصل ہوتی ہے۔ 2۔روحانی طور پر سکون و اطمینان محسوس ہوتا ہے۔

3۔انسان کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ 4۔ عبادات اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

5۔معاشی طور پر خوشحالی ہوتی ہے۔

ایثار

ایثار کے لغوی معنی فضیلت دینا اور ترجیح دینا ہے، اصطلاح میں ایثار سے مراد دوسروں کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا ہے۔

ایثار کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ''

(قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں (کامل) مومن تم میں کوئی ایک یہاں تک کہ وہ پسند کرے اپنے بھائی کے لئے جو وہ پسند کرتا ہے اپنے لئے)

یہ حدیث اسلامی معاشرے میں خیر خواہی کے جذبہ کو فروغ دینے اور دوسرے کے لئے جان، مال اور وقت کی قربانی دینے کے لئے بنیادی حیثیت کی حامل ہے کیونکہ اس میں مومن سے کامل

ایمان کی نفی کر دی گئی ہے کہ اگر تم دوسروں کے لئے ویسی چیزیں پسند نہیں کرو گے جیسی اپنے لئے پسند کرتے ہو، تو تم مومن نہیں ہو۔

اس حدیث میں جذبہ ایثار کو فروغ دینے کا جو سنہری اصول دیا گیا ہے اگر اس کو ہم اپنا لیں تو یقیناً ہمارے بہت سے گلے شکوے ختم ہو سکتے ہیں اور خاندانوں کی بے شمار لڑائیاں اور دشمنیاں پھر ان کے نتیجے میں جنم لینے والی نفرتیں محبت میں بدل سکتی ہیں، دھوکہ دہی، فراڈ، خیانت، چوری، جھوٹ، کام چوری، چغلی، غیبت، طعنہ زنی، گالیاں، حقیر سمجھنا، بے عزتی کرنا وغیرہ الغرض بے شمار برائیاں اور خرابیاں جن کو ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے تو جب اس حدیث پر عمل کریں گے تو یقیناً دوسروں کے لئے بھی پسند نہیں کریں گے۔ اس طرح یہ معاشرہ امن وسکون اور محبت وایثار کا گہوارہ بن جائے گا۔

☆ جذبہ ایثار اور صحابہ کرامؓ:

صحابہ کرامؓ کے ایثار پر بیشمار واقعات ملتے ہیں مثلاً:

- ✪ ہجرت کے موقع پر انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں جس ایثار وقربانی کا ثبوت دیا اس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں بھی نہیں ملتی۔
- ✪ جنگ تبوک میں رومیوں کے مقابلے میں جانے والی فوج کے ساز وسامان کے لئے مسلمانوں سے مالی اعانت طلب کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر کا سارا سامان لے آئے۔ اور عمر فاروقؓ نے نصف مال پیش کیا۔
- ✪ حضرت علیؓ اپنے اہل خانہ کے ساتھ روزہ افطار کر کے کھانا کھانے لگے کہ باہر سے ایک سائل نے آواز لگائی، یکے بعد دیگرے سب گھر والوں نے اپنی روٹیاں سائل کو دے دیں، گھر میں کھانے کے لئے مزید کچھ نہیں تھا سب نے پانی پی کر گزارا کر لیا۔

ایسے ہی ایثار پیشہ لوگوں کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ "(الحشر (59):9)

(اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ)

☆۔ ایثار کے فوائد وثمرات:

ایثار سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1۔ باہمی محبت والفت پیدا ہوتی ہے۔
2۔ خودغرضیکہ خاتمہ ہوتا ہے۔
3۔ غربت وافلاس کا خاتمہ ہوتا ہے۔
4۔ اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
5۔ معاشرتی استحکام میں اضافہ ہوتا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ اس کے علاوہ بھی بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو اخلاقی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہیں مثلاً شرم وحیاء، نرمی وشفقت، حلم وبردباری، خوش کلامی، سخاوت وفیاضی، مہمان نوازی، شجاعت وبہادری، صلہ رحمی، سادگی اور عفت وعصمت وغیرہ۔ نیز مذکورہ بالا تمام اوصاف کے متضاد رذائل اخلاق سے بچنا بھی اخلاقی تعلیمات کا حصہ ہے۔

ہمارے لئے سوچنے کا یہی پہلو ہے کہ کیا یہ اخلاقی تعلیمات ہمارے اندر ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو مزید ان میں نکھار پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر نہیں ہیں تو پھر ہمارے پڑھے لکھے ہونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ بظاہر ہم اپنے آپ کو مہذب اور مودب قوم کا حصہ سمجھتے ہیں اور حقیقت میں اخلاقی پہلوؤں سے عاری ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اندر اسلام کے تمام اوصاف اور معاشرتی، مذہبی، سیاسی، عائلی معاملات میں اعلی اخلاق پیدا فرمائے آمین۔

میثاق مدینہ

مدینہ آکر آپ ﷺ نے مدینے میں موجود انصار، مہاجرین، یہود، منافقین اور دیگر قبائل کو ایک امت وحدت میں پرونے کے لیے ایک معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کہلاتا ہے۔ وہ مدینہ جو سیاسی اعتبار سے کئی قبائل اور گھرانوں میں بٹا ہوا تھا اس دستور کے باعث سیاسی وحدت میں تبدیل ہو گیا۔

یثرب کے نام کی تبدیلی:

مدینہ کا پرانا نام یثرب (بیماریوں کا گھر) تھا۔ رسول کریم ﷺ کے قدم رنجہ فرماتے ہی اس کا نام مدینۃ النبی ﷺ رکھ دیا گیا جو بعد میں مختصر ہو کر مدینہ رہ گیا۔

میثاق مدینہ کا پس منظر:

مکہ میں رسول کریم ﷺ کی تبلیغ سے لوگ گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہونے لگے تھے۔ جس سے ایک امت وجود میں آ گئی تھی۔ لیکن مکہ کی سیاسی وسماجی فضا امت اسلامیہ کے اعلیٰ تصورات اور ان کے نفاذ کے لئے سازگار نہ تھی۔ نبوت کے تیرہویں سال جب مدینہ کے مسلم سرداران نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی تو مطلوبہ سماجی اور سیاسی سازگار فضا میسر آنے کی امید پیدا ہو گئی۔

یوں تو ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سربراہی میں ایک اسلامی ریاست کا قیام عمل میں

لایا گیا۔لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ اس ریاست کی بنیاد چند ایسے اصولوں پر استور کی جائے۔جو مدینہ میں موجود قبائل کے لئے قابل قبول ہوں۔اوراس میں ریاست کی بقاء بھی مضمر ہو۔ان اصولوں کے مدنظر جونوشتہ تحریر مرتب کیا گیا اسے میثاق مدینہ کہتے ہیں۔

☆ زمانہ تالیف: صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق: یہ دستاویز ان کے والدین کے گھر پر لکھی گئی۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دستاویز مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے لکھی گئی۔ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق: اس میں چارٹر کا دوسرا حصہ یعنی یہودیوں کے متعلق غزوہ بدر کے بعد تحریر کیا گیا۔سنن ابوداؤد کے مطابق بھی دوسرا حصہ غزوہ بدر کے بعد مرتب کیا گیا۔

دیباچہ:

یہ دستاویز محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔جو اہل یثرب اور قریش میں ایمانداروں اور اطاعت گزاروں کے نبی ہیں ایسے لوگوں کے جوان کے تابع ہوں۔ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

میثاق مدینہ کی اہم دفعات: سیرت ابن ہشام کے مطابق اس کی دفعات 53 ہیں۔چند ایک دفعات حسب ذیل ہیں:۔

1۔ خون بہا اور فدیہ کا قدیم طریقہ رائج رہے گا۔

2۔ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

3۔ مسلمانوں کے دوست صرف مسلمان ہوں گے۔

4۔ فریقین معاہدہ آپس میں بھلائی سے پیش آئیں گے نہ کوئی ایک دوسرے کو نقصان پہنچائے گا اور نہ ہی زیادتی کرے گا۔

5۔ لڑائی کی صورت میں فریقین معاہدہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

6۔ اہل ایمان مقروض بھائیوں کی مدد کریں گے۔

7۔ یہودیوں کے دوست قبائل کے حقوق یہودیوں کے برابر ہوں گے۔

8۔ مدینہ پر حملہ کی صورت میں فریقین معاہدہ مل کر مقابلہ کریں گے۔

9۔ کسی دشمن سے اگر کوئی فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا البتہ مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

10۔ کوئی بھی فریق معاہدہ نہ تو قریش مکہ کی حمایت کرے گا اور نہ ہی ان کو پناہ دے گا۔

۱۱۔ فریقین معاہدہ کے مابین اختلاف یا نزاع کی صورت میں رسول اللہ ﷺ ثالث ہوں گے۔

میثاق مدینہ کے اثرات / نتائج

میثاق مدینہ تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اس نے مندرجہ ذیل اثرات مرتب کیے۔

(الف) سیاسی اثرات:

یہی وہ میثاق ہے جس کی بناء پر پہلی مرتبہ جزیرہ نما عرب میں ایک مرکزی حکومت کی بنیاد رکھی گئی۔ قبائلی نظام کو ختم کر دیا گیا، اسی میثاق کی رو سے مدینے میں موجود انصار و مہاجرین اور دیگر قبائل کو ایک امت واحدہ میں پرو دیا گیا، اسی معاہدہ کے طفیل رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اور مسلمانوں کی فوقیت سب قبائل پر ثابت کر دی گئی اس کے ساتھ ساتھ دفعہ نمبر 47 کے تحت یہ پابندی بھی عائد کر دی گئی کہ قریش مکہ کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف محاذ بنایا جائے گا۔ یوں مسلمانوں کو اندرونی محاذ پر کافی حد تک تحفظ حاصل ہو گیا اور قریش کے مقاصد پر پانی پھر گیا۔

(ب) سماجی اثرات:

دستور مدینہ نے سماجی طور پر تمام فریقین معاہدہ کو ایک تمدنی وحدت میں بدل دیا۔ اس کے تحت قبائل کے باہمی اختلافات کو ختم کر کے ایک سماجی وحدت قائم کر دی گئی۔ کسی کو قتل کی صورت میں قصاص یا خون بہا اور قیدی ہونے کی صورت میں فدیہ ادا کرنے کا فیصلہ کر کے ان میں اجتماعیت کا احساس پیدا کیا گیا اور یوں ہر شخص دوسرے کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھنے لگا۔ اس طرح محبت اور یگانگت کی فضاء پیدا ہو گئی۔

(ج) مذہبی اثرات:

فریق معاہدہ اگرچہ مذہبی نقطہ نظر کے باعث ایک دوسرے سے کوسوں دور تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی بصیرت کی بناء پر ایک سماجی برادری کا رکن بنا دیا۔ اور تمام قبائل کو مذہبی آزادی دے دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ فریق معاہدہ کو مساوات اور اخوت جیسے بے مثال و عظیم درس سے

روشناس کرایا اور پھر یہی رشتہ تمام رشتوں پر غالب آ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے دلوں میں اسلام گھر کرنے لگا اور لوگ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

خطبہ حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع کا پس منظر:

فتح مکہ پر جب سورۃ النصر نازل ہوئی: "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاo فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًاo" (جب اللہ کی مدد آ گئی اور فتح حاصل ہو گئی اور آپ نے لوگوں کو اللہ عزوجل کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا پس آپ حمد کے ساتھ اپنے رب کی تسبیح بیان کریں اور اس سے مغفرت مانگیں بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔)

تو رسول اللہ ﷺ کو محسوس ہو گیا کہ ان کو دنیا پر بھیجنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے کیونکہ اسلام نہ صرف عرب میں پھیل چکا تھا بلکہ اس کی کرنیں عرب سے باہر بھی پہنچ چکی تھیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے لوگوں کو نصیحت فرمانے کی غرض سے حج کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ فرط اشتیاق سے مدینہ میں اُمڈ پڑے۔ 26 ذی القعدہ کو آپ ﷺ مدینے سے ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے۔ آپ جہاں سے گزرتے راستے میں لوگ گروہوں کی صورت میں شامل ہوتے جاتے۔ اسلام میں حج نو ہجری کو فرض ہوا تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے دس ہجری کو حج ادا کیا تھا اور آپ ﷺ کا یہ پہلا اور آخری حج تھا۔ حج آٹھ ذوالحجہ کو شروع ہو کر بارہ ذوالحجہ کو یعنی پانچ دن میں ختم ہوتا ہے۔

نو روز بعد 4 ذی الحجہ کو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے پہلے عمرہ کیا پھر حج کی ادائیگی کے لئے آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ تشریف لے گئے۔ وہاں دیگر ارکان حج ادا کرنے کے بعد 9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں کم وبیش ایک لاکھ چوالیس ہزار کے مجمع کو اونٹنی کے اوپر بیٹھ کر ایک تاریخ ساز خطبہ دیا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔

اہم نکات: اس خطبہ کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ رحلت کی خبر:

اللہ کی حمد وثناء کے بعد آپ ﷺ نے اپنی رحلت کی خبر ان الفاظ میں بیان کی:

”اے لوگو! میری بات غور سے سنو کیونکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ اگلے سال میں تمہیں دوبارہ اس جگہ مل سکوں۔“

2۔ جان و مال کی حرمت:

جان و مال کی حرمت کے سلسلے میں فرمایا:

”اے لوگو! تمہارا خون، تمہاری عزت اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے۔“

حرمت جان کے بارے میں قرآن میں یوں ارشاد ہوتا ہے: ”**مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا**“ (المائدہ: 32) (جو کوئی کسی جان کو بغیر عوض جان کے مارے زمین میں فساد کرے گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا تو گویا سب لوگوں کو زندہ رکھا۔)

3۔ انسانی مساوات:

آپ ﷺ نے حج کے خطبہ میں مساوات پر بھی زور دیا نیز قرآن حکیم اور احادیث نبوی میں اس حقیقت کو متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔” **يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ**“ (النساء(4):1) (اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا)۔” **يَاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلاَ لَا فَضْلَ لِعَرَبِىٍّ عَلٰى عَجَمِىٍّ وَلاَ لِعَجَمِىٍّ عَلٰى عَرَبِىٍّ وَلاَ لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلاَ لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى**“ (مسند احمد) (اے لوگو! بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار! کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، سوائے تقویٰ کے)۔

4۔ اخوت:

رسول کریم ﷺ نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”جان لو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا کسی بھی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی کوئی چیز اس کی اجازت و خوشی کے بغیر لے لے۔“

سورۃ الحجرات میں بھی اخوت کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے: ”**اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ**

اِخْوَۃٌo" (الحجرات:10)''بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

5۔ حرمت سود:

حرمت سود کے سلسلے میں فرمایا:''لوگو! جاہلیت کے تمام سود ختم ہیں ہاں اصل قیمت لینے کے تم حقدار رہو۔ دوسروں کی مثال کیلئے میں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سود معاف کرتا ہوں۔''

سود کی حرمت کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے:''وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰواo" (البقرۃ:275)''اللہ عزوجل نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔'' سورہ آل عمران میں ہے: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَاْکُلُوْا الرِّبٰوا''(آل عمران:130)(اے ایمان والو! سود مت کھاؤ)

6۔ عورتوں سے بھلائی کا حکم:

عورتوں سے بھلائی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! اپنی عورتوں کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرو تم ان پر حق رکھتے ہو اور وہ تم پر حق رکھتی ہیں۔ یہ تمہارا حق ہے کہ وہ تمہاری خواب گاہوں میں کسی غیر کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ یہ اُن کا حق ہے کہ تم ان کو اچھا کھانے اور پینے کو دو۔ اگر وہ تمہارے حق پورے نہ کریں تو انہیں ایسی بدنی سزا دو جو نشان نہ چھوڑے۔'' قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے:''ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ" (البقرۃ:187)''وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس۔''

7۔ اطاعت امیر:

فرمایا:''لوگو! تم پر کوئی کن کٹا، کالا حبشی غلام بھی امیر بنا دیا جائے اور وہ تمہیں اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔'' فرمان باری تعالیٰ:''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْاالرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ''(النساء:59) اللہ عزوجل، اس کے رسول اللہ ﷺ اور اپنے امیروں کی اطاعت کرو۔

8۔ قتل وغارت کی ممانعت:

قتل و غارت کی ممانعت فرماتے ہوئے کہا:''اے لوگو! جاہلیت کے تمام قتل کے خون بہا ساقط ہیں اور دوسروں کی مثال کیلئے میں اپنے چچازاد بھائی ابن ربعیہ کا خون معاف کرتا ہوں۔''

9۔ غلاموں سے حسن سلوک:

غلاموں سے حسن سلوک کے بارے میں فرمایا:''اے لوگو! اپنے غلاموں سے اچھا سلوک کرو

ان کو وہی کھلاؤ پلاؤ اور پہناؤ جو خود کھاتے پیتے اور پہنتے ہو۔ اگر وہ کوئی ایسی غلطی کر بیٹھیں جسے تم معاف نہ کر سکو تو انہیں قیمتاً آزاد کر دو ان کو عذاب نہ دو۔''

10۔ ارکان اسلام کی پابندی:

فرمایا: سنو اللہ عزوجل کی عبادت کرو نماز پنجگانہ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو۔''

11۔ خانہ جنگی کی ممانعت:

خانہ جنگی کی ممانعت ان الفاظ میں بیان فرمائی: ''اور یقیناً تمہیں اپنے پروردگار سے ملنا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ بعض مسلمان دوسرے مسلمان کی گردن کاٹنے لگیں۔''

12۔ قانونی تحفظ:

یہ فرما کر ہر شخص کو قانونی تحفظ دیا گیا کہ خبردار ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار خود ہے۔ باپ بیٹے کے جرم اور بیٹا باپ کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔

13۔ کتاب وسنت کی بنیادی حیثیت:

کتاب وسنت کو بنیادی حیثیت دینے کیلئے یوں فرمایا: ''میری بات غور سے سنو میں تمہارے پاس دو چیزیں ایسی چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم اس پر عمل کرو گے ہدایت پر رہو گے۔ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔''

14۔ ختم نبوت:

ختم نبوت کے سلسلے میں فرمایا:

''خبردار یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی امت ہوگی۔''

رسول کریم ﷺ کے آخری نبی یعنی ختم الرسل ہونے کے بارے میں قرآن فرما رہا ہے: ''مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍمِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:40) (اور محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ عزوجل کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے خود اس سلسلے میں فرمایا: ''اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ'' (میں

آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں)

15۔ امت مسلمہ کا فرض:

رسول کریم ﷺ نے امت مسلمہ کے ذمہ تبلیغ کا کام اس انداز سے بیان کیا:

''میرا پیغام جو اس وقت یہاں موجود ہیں ان تک پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں''۔

قرآن مجید میں فرمایا: ''وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ'' (آل عمران:104) (تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے)

16۔ شہادت امت:

خطبے کے آخر میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کیا میں نے تمہیں اللہ عزوجل کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ وہ سب بیک آواز ہو کر بولے ہاں اس پر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا، اے اللہ تو گواہ رہے، اے اللہ تو گواہ رہے۔

17۔ تکمیل دین:

اس موقع پر اللہ عزوجل نے دین کے تکمیل کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا'' (المائدہ:3) (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے)

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت

رسول کریم ﷺ کا یہ آخری خطبہ سماجی، سیاسی اور اخلاقی تعلیمات کا نچوڑ ہے اس کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1۔ احترام انسانیت:

رسول کریم ﷺ نے اس خطبے کے ذریعے جنگ وجدل کی دلدادہ قوم کو احترام انسانیت کا ایسا درس دیا کہ وہی لوگ جو دوسروں کی عزت وآبرو اور جان و مال کے درپے رہتے تھے اب انہیں اپنی عزت وآبرو اور جان و مال سے بڑھ کر مقدس سمجھنے لگے اور یوں یہ خطبہ امن کا ایک زبردست چارٹر بن گیا۔

2۔ نسلی امتیازات کا خاتمہ:

اہل عرب جو اپنے عرب النسل ہونے کی بناء پر فخر کرتے تھے، رنگ کو بھی اہمیت دی جاتی تھی لیکن آپ ﷺ نے اختلاف وفساد کی اس جڑ کو یہ فرما کر ختم کر دیا کہ اصل معیار نیکی اور تقویٰ ہے نہ کہ رنگ ونسل۔ ارشاد ہوا ہے:'' یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ اَلاَ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلیٰ عَجَمِیٍّ وَلاَ لِعَجَمِیٍّ عَلیٰ عَرَبِیٍّ وَلاَ لِاَحْمَرَ عَلیٰ اَسْوَدَ وَلاَ لِاَسْوَدَ عَلیٰ اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی ''(مسند احمد)(اے لوگو! بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار! کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت وبرتری حاصل نہیں، سوائے تقویٰ کے)۔

3۔ سودی نظام کا خاتمہ:

سودی نظام جو کسی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کا باعث بنتا ہے امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بنا کر معاشرے کے امن وسکون کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ اس برائی کو یہ فرما کر مسترد کر دیا کہ آج کے بعد تمام سود ساقط ہیں۔ اس طرح لوگوں کے درمیان محبت اور ہم آہنگی کے جذبات پروان چڑھے۔

4۔ خاندانی نظام کا استحکام:

آپ ﷺ نے مرد وعورت کے حقوق واضح کر کے خاندانی نظام کو مستحکم کر دیا اور یوں میاں بیوی کا رشتہ مضبوط بندھن اختیار کر گیا۔

5۔ سیاسی استحکام:

آپ ﷺ نے امیر کی اطاعت کرنے کا حکم دے کر معاشرے میں سیاسی استحکام پیدا فرما دیا۔

6۔ نظام زندگی کی رہنمائی:

آخر میں ہر مسئلہ کی رہنمائی کیلئے قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دے کر آنے والے مسائل کے حل کا راستہ بتا دیا۔

الغرض خطبہ حجۃ الوداع کو منشور انسانیت کہنا زیادہ بہتر ہے کہ اس میں انسانوں کی ہر معاملے کی طرف رہنمائی فرما دی گئی ہے۔